قربانی کے فضائل و مسائل (حصہ دوم)

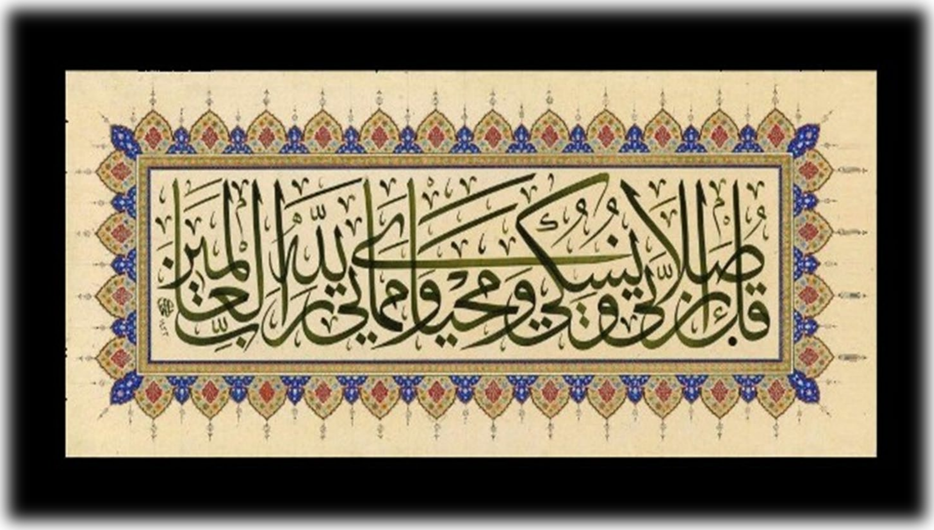

شیخ طریقت متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک بار پھر ہماری زندگیوں میں ذوالحج کا مہینہ آگیا ہے۔ اس کی عبادات میں سے ایک عبادت قربانی ہے جو اس مہینے کی 10 تا 12 تاریخ تک کی جاسکتی ہے۔ اسی حوالے سے گزشتہ قسط میں ہم نے قربانی کے چند فضائل ومسائل ذکر کیے تھے اب اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہیں۔

جانور کی عمر:

اھل السنۃ و الجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ قربانی کے جانوروں میں بھیڑ، بکری ایک سال۔ گائے، بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ البتہ وہ بھیڑ اور دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

ثنی اور جذع:

فَلَا يَجُوزُ شَيْءٌ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ عَنِ الْأُضْحِيَّةِ إِلَّا الثَّنِيُّ مِنْ كُلِّ جِنْسٍ وَإِلَّا الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ خَاصَّةً إِذَا كَانَ عَظِيمًا وَأَمَّا مَعَانِي هٰذِهِ الْأَسْمَاءِ فَقَدْ ذَكَرَ الْقُدُورِيُّ أَنَّ الْفُقَهَاءَ قَالُوا: الْجَذَعُ مِنَ الْغَنَمِ ابْنُ سِتَّةِ أَشْهُرٍ وَالثَّنِيُّ ابْنُ سَنَةٍ وَالْجَذَعُ مِنَ الْبَقَرِ ابْنُ سَنَةٍ وَالثَّنِيُّ مِنْهُ ابْنُ سَنَتَيْنِ وَالْجَذَعُ مِنَ الْإِبِلِ ابْنُ أَرْبَعِ سِنِينَ وَالثَّنِيُّ ابْنُ خَمْسٍ.

فتاویٰ عالمگیریہ: کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب

ترجمہ: قربانی کے لیے اونٹ، گائے اور بکری کا "ثِنی" ہونا ضروری ہے۔ اگر یہ نہ ملیں تو چھے مہینے کا مینڈھا جو دیکھنے میں بڑا نظر آئے جائز ہے۔ مذکورہ جانوروں کے "ثِنی" کا معنی امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ فقہاء فرماتے ہیں کہ بکری کا "جَذع" چھے مہینے کا اور "ثِنی" ایک سال کا ہوتا ہے، گائے

کا "جَذع" ایک سال کا اور "ثَنِی" دو سال کا ہوتا ہے، اونٹ کا "جَذع" چار سال کا اور "ثَنِی" پانچ سال کا ہوتا ہے۔

دلیل:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ.

صحیح مسلم: ج2، ص155 باب سن الاضحیہ

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قربانی کے لیے مُسِنَّہ (قربانی کی عمر والا جانور) ذبح کرو۔ ہاں اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو پھر دنبہ میں سے جذعہ (یعنی چھ ماہ کا دنبہ جو سال کا لگتا ہو) ذبح کرو۔

فائدہ نمبر1: "اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ" کی قید اتفاقی ہے، احترازی نہیں۔ اگر کوئی بندہ چھ ماہ کا ایسا دنبہ ذبح کرے جو دیکھنے میں سال کا لگتا ہو تو جائز ہے اگرچہ اسے ایک سال کا بکرا میسر ہو۔

فائدہ نمبر2: اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں:

نمبر1: اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کے لیے لفظ "مسنہ" استعمال فرمایا ہے۔ جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ نے "مسنہ" کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ اس سے مراد اونٹ، گائے اور بکری میں سے "الثنی" ہے۔ امام یحی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں: قَالَ الْعُلَمَاءُ: اَلْمُسِنَّةُ هِيَ الثَّنِيَّةُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ.

شرح مسلم للنووی: ج2ص155

ترجمہ: علماء فرماتے ہیں کہ "مسنہ" سے مراد اونٹ، گائے اور بکری میں سے "الثنی" ہے۔

اور فقہاء کرم کے ہاں "الثنی" سے مراد یہ ہے کہ بھیڑ، بکری ایک سال کی ہو، گائے اور بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔

محدث وفقیہ احمد بن محمد بن جعفر القُدوری رحمہ اللہ (ت428ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْفُقَهَاءَ قَالُوا: اَلْجَذَعُ مِنَ الْغَنَمِ ابْنُ سِتَّةِ أَشْهُرٍ وَالثَّنِيُّ ابْنُ سَنَةٍ وَالْجَذَعُ مِنَ الْبَقَرِ ابْنُ سَنَةٍ وَالثَّنِيُّ مِنْهُ ابْنُ سَنَتَيْنِ وَالْجَذَعُ مِنَ الْإِبِلِ ابْنُ أَرْبَعِ سِنِيْنَ وَالثَّنِيُّ ابْنُ خَمْسٍ.

فتاویٰ عالمگیریہ: کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب

ترجمہ: حضرات فقہاء کرام یہ فرماتے ہیں کہ بھیڑ، بکری کا "جذع" چھ ماہ کا ہوتا ہے اور بھیڑ، بکری کا "ثنی" ایک سال کا ہوتا ہے۔ گائے کا "جذع" ایک سال کا ہوتا ہے اور گائے کا "ثنی" دو سال کا ہوتا ہے۔ اونٹ کا "جذع" چار سال کا ہوتا ہے اور اونٹ کا "ثنی" پانچ سال کا ہوتا ہے۔

نمبر2: مذکورہ حدیث میں "مسنہ" کے متبادل "جَذَعَةٌ مِّنَ الضَّأْنِ" کا حکم فرمایا اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو چھ ماہ کا ہو۔ مگر دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو۔

علامہ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم رحمہ اللہ (ت970ھ) فرماتے ہیں:

وَقَالُوْا: هٰذَا اِذَا كَانَ الْجَذَعُ عَظِيْماً بِحَيْثُ لَوْ خَلَطَ بِالثَّنِيَّاتِ

يَشْتَبِهُ عَلَى النَّاظِرِيْنَ وَالْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ مَا تَمَّتْ لَهُ سِتَّةُ اَشْهُرٍ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ.

البحر الرائق لابن نجیم، کتاب الاضحیۃ

ترجمہ: حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو اتنا بڑا ہو اگر اس کو سال والے دنبوں میں ملا دیا جائے تو دیکھنے میں سال والوں کے مشابہ ہو اور حضرات فقہاء کے نزدیک جذع (دنبہ) وہ ہے جو چھ ماہ مکمل کر چکا ہو۔

نوٹ: یہ حکم صرف بھیڑ اور دنبہ میں ہے، بکری یا گائے بھینس اور اونٹ کے لیے نہیں کیونکہ حدیث پاک میں صرف اسی کی اجازت ہے۔

شرکاء اور ان کی تعداد:

اھل السنۃ والجماعۃ احناف کا موقف یہ ہے کہ قربانی کا جانور اگر اونٹ گائے یا بھینس ہو تو اس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

يَجِبُ أَنْ يُعْلَمَ أَنَّ الشَّاةَ لَا تُجْزِءُ إِلَّا عَنْ وَاحِدٍ وَإِنْ كَانَتْ عَظِيمَةً وَالْبَقَرُ وَالْبَعِيرُ يُجْزِى عَنْ سَبْعَةٍ.

فتاویٰ عالمگیریہ: الباب الثامن

ترجمہ: یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ بکری صرف ایک آدمی کی جانب سے کفایت کرتی ہے اگرچہ بڑی کیوں نہ ہو، اور گائے اور اونٹ سات کی جانب سے کفایت کرتا ہے۔

دلیل نمبر 1:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْتَرِكَ فِي الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِّنَّا فِي بَدَنَةٍ.

صحیح مسلم: باب الاشتراک فی الھدی واجزاء البقرۃ والبدنۃ کل منھما عن سبعۃ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات (آدمی) شریک ہو جائیں۔

دلیل نمبر2:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَ عَنْ سَبْعَةٍ.

صحیح مسلم: باب الاشتراک فی الھدی واجزاء البقرۃ والبدنۃ کل منھما عن سبعۃ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حدیبیہ والے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی۔ چنانچہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربان کی۔

بعض لوگوں کا موقف یہ ہے کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحٰى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَفِي الْبَعِيرِ عَشَرَةً.

جامع الترمذی: باب ماجاء ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن اھل البیت

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ عید الاضحیٰ کا موقع آگیا۔ تو ہم نے گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمیوں کے حساب سے شرکت کی۔

جواب نمبر 1:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کی احادیث مروی ہوں تو دیکھا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل کس پر تھا؟ جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمل پیرا ہوں اسے لے لیتے ہیں اور جس پر عمل نہ ہوں اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

چنانچہ امام ابو داوٗد سلیمان بن الاشعث السجستانی (ت 275ھ) یہی ضابطہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِذَا تَنَازَعَ الْخَبَرَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُظِرَ إِلَى مَا عَمِلَ بِهِ أَصْحَابُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

سنن ابی داوٗد: باب من لا یقطع الصلوۃ شئی

ترجمہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مختلف حدیثیں مروی ہوں تو (عمل کے لیے اس روایت کو) دیکھا جائے گا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا۔

امام ابو داوٗد رحمہ اللہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

إِذَا تَنَازَعَ الْخَبَرَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْظَرُ بِمَا أَخَذَ بِهِ أَصْحَابُهُ.

سنن ابی داوٗد: باب لحم الصید للمحرم

ترجمہ: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مختلف حدیثیں مروی ہوں تو

(عمل کے لیے) اس حدیث کو دیکھا جائے گا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے لیا ہو۔

قربانی کے اونٹ میں کتنے افراد شریک ہو سکتے ہیں؟ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو حدیثیں مروی ہیں:

حدیثِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما جس میں دس افراد کے شریک ہونے کا ذکر ہے۔

حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ جس میں سات افراد کے شریک ہونے کا ذکر ہے۔

ان دو روایتوں میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل حدیث جابر رضی اللہ عنہ پر ہے۔

چنانچہ امام ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ.

سنن الترمذی: باب ماجاء ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن اہل البیت

ترجمہ: اسی حدیث پر اہلِ علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ کا عمل ہے۔

چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارک پر ہے اس لئے ہمارے لئے بھی وہی قابل عمل ہے۔

جواب نمبر 2:

طرز محدثین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث منسوخ ہے اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث ناسخ ہے۔

امام ابوزکریا یحی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

وَهٰذِهٖ عَادَةُ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهٖ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ يَذْكُرُونَ الْأَحَادِيثَ الَّتِي يَرَوْنَهَا مَنْسُوخَةً ثُمَّ يُعَقِّبُونَهَا بِالنَّاسِخِ.

شرح مسلم للنووی: ج1 ص156 باب الوضوء مما مست النار

ترجمہ: امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کی مبارک عادت ہے کہ وہ پہلے ان احادیث کو لاتے ہیں جو ان کے نزدیک منسوخ ہوتی ہیں، پھر وہ لاتے ہیں جو ناسخ ہوتی ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے پہلے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی ہے اور اس کے بعد حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث لائے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث منسوخ ہے۔

جواب نمبر3:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث فعلی جبکہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث قولی ہے اور حدیث قولی کو حدیث فعلی پر ترجیح ہوتی ہے۔

امام ابوزکریا یحی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّهُ تَعَارَضَ الْقَوْلُ وَالْفِعْلُ، وَالصَّحِيحُ حِينَئِذٍ عِنْدَ الْأُصُولِيِّينَ تَرْجِيحُ الْقَوْلِ.

شرح مسلم للنووی: باب تحریم نکاح المحرم

ترجمہ: یہاں قول اور فعل میں تعارض ہے اور اصولیین کے ہاں صحیح موقف یہ

ہے کہ ترجیح؛ قول کو ہوتی ہے۔

اور اس مسئلہ میں ایک طرف صرف فعلی حدیث جبکہ دوسری طرف فعلی اور قولی دونوں حدیثیں ہیں۔

فائدہ: قربانی کے بڑے جانور؛ اونٹ، گائے اور بھینس میں زیادہ سے زیادہ سات افراد شریک ہوسکتے ہیں۔ اس سے کم شریک ہونا چاہیں مثلاً دو، تین، چار، پانچ، چھ تو بھی شریک ہوسکتے ہیں۔ اس صورت میں بھی سب شرکاء کی قربانی درست ہوگی۔ چنانچہ جتنے افراد شریک ہوں اتنے حصوں میں گوشت تقسیم کر لیا جائے۔ ہاں البتہ یہ بات ملحوظ رہے کہ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو ورنہ کسی کی قربانی بھی درست نہیں ہوگی۔

علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی (ت587ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا يَجُوزُ بَعِيرٌ وَاحِدٌ وَلَا بَقَرَةٌ وَاحِدَةٌ عَنْ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعَةٍ وَيَجُوزُ ذٰلِكَ عَنْ سَبْعَةٍ أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ.... وَلَا شَكَّ فِي جَوَازِ بَدَنَةٍ أَوْ بَقَرَةٍ عَنْ أَقَلَّ مِنْ سَبْعَةٍ بِأَنِ اشْتَرَكَ اثْنَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ سِتَّةٌ فِي بَدَنَةٍ أَوْ بَقَرَةٍ لِأَنَّهُ لَمَّا جَازَ السُّبُعُ فَالزِّيَادَةُ أَوْلٰى وَسَوَاءٌ اتَّفَقَتِ الْأَنْصِبَاءُ فِي الْقَدْرِ أَوِ اخْتَلَفَتْ بِأَنْ يَكُونَ لِأَحَدِهِمُ النِّصْفُ وَلِلْآخَرِ الثُّلُثُ وَلِآخَرَ السُّدُسُ بَعْدَ أَنْ لَا يَنْقُصَ عَنِ السُّبُعِ.

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: كِتَابُ التَّضْحِيَةِ، فَصْلٌ وَأَمَّا مَحَلُّ إِقَامَةِ الْوَاجِبِ

ترجمہ: ایک اونٹ اور ایک گائے (یعنی بڑے جانور) میں سات سے زائد افراد کا شریک ہونا جائز نہیں بلکہ صرف سات یا سات سے کم افراد شریک ہوں۔

اونٹ یا گائے میں سات سے کم افراد مثلاً دو، تین، چار، پانچ یا چھ افراد شریک ہوں تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔ اس جواز کی وجہ یہ ہے کہ جب (شرکاء میں سے کسی فرد کے لیے) ساتویں حصے کی شراکت جائز ہے تو ساتویں سے زیادہ حصے کی شراکت بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ پھر یہ حصے مقدار میں برابر ہوں یا بعض زیادہ ہوں اور بعض کم ہوں دونوں صورتیں درست ہیں۔ (کمی زیادتی کی صورت یہ ہو گی کہ) جیسے ایک شریک کا آدھا حصہ ہو، دوسرے شریک کا تیسرا حصہ ہو اور تیسرے شریک کا چھٹا حصہ ہو لیکن شرط یہی ہے کہ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو۔

بکری صرف ایک شخص کی طرف سے:

اگر قربانی کا جانور بکری یا بھیڑ ہو تو وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

يَجِبُ أَنْ يُعْلَمَ أَنَّ الشَّاةَ لَا تُجْزِءُ إِلَّا عَنْ وَاحِدٍ وَإِنْ كَانَتْ عَظِيْمَةً.

فتاویٰ عالمگیری: الباب الثامن

ترجمہ: یہ بات جان لینی چاہیے کہ بکری صرف ایک آدمی کی جانب سے کفایت کرتی ہے اگرچہ بڑی کیوں نہ ہو۔

دلیل نمبر 1:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: اِنَّ عَلَيَّ بَدَنَةً وَاَنَا مُوسِرٌ بِهَا وَلَا اَجِدُهَا فَاَشْتَرِيْهَا فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاةٍ فَيَذْبَحُهُنَّ.

سنن ابن ماجۃ: کتاب الاضاحی باب کم یجزی من الغنم عن البدنۃ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ مجھ پر ایک بڑا جانور (اونٹ یا گائے) واجب ہو چکا ہے اور میں مالدار ہوں اور مجھے بڑا جانور نہیں مل رہا کہ میں اسے خرید لوں (لہٰذا اب کیا کروں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات بکریاں خرید لو اور انہیں ذبح کر لو۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے جانور کو سات بکریوں کے برابر شمار کیا اور بڑے جانور میں قربانی کے سات حصے ہو سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ ایک بکری یا ایک دنبہ کی قربانی ایک سے زیادہ افراد کی طرف سے جائز نہیں۔

بعض لوگوں کا موقف یہ ہے کہ بکری میں سارے گھر والے شریک ہو سکتے ہیں۔ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ حَتّٰى تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَتْ كَمَا تَرَىٰ.

جامع الترمذی: باب ماجاء ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن اھل البیت

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قربانی کیسے ہوتی تھی؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: آدمی اپنی جانب سے اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک بکری ذبح کیا کرتا تھا، پھر سارے گھر والے اسے کھاتے

تھے اور (دوسروں کو بھی) کھلاتے تھے، یہاں تک کہ لوگ دِکھاوے اور فخر میں مبتلا ہو گئے اور وہ کچھ ہونے لگا جو تم دیکھ رہے ہو۔

جواب:

گوشت میں شریک ہونے سے مراد یہ ہے کہ ذبح تو ایک آدمی کرتا تھا جس پر قربانی واجب ہوتی تھی اور اس کا گوشت سارے گھر والے کھاتے تھے۔

امام محمد بن حسن الشیبانی (ت189ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ الرَّجُلُ يَكُوْنُ مُحْتَاجًا فَيَذْبَحُ الشَّاةَ الْوَاحِدَةَ يُضَحِّي بِهَا عَنْ نَفْسِهٖ فَيَأْكُلُ وَيُطْعِمُ أَهْلَهٗ فَأَمَّا شَاةٌ وَاحِدَةٌ تُذْبَحُ عَنِ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةِ أُضْحِيَةٍ فَهٰذِهٖ لَا يُجْزِئُ وَلَا يَجُوْزُ شَاةٌ إِلَّا عَنِ الْوَاحِدِ.

موطا الامام محمد، باب مایجزئ من الضحایا عن اکثر من واحد

ترجمہ: ایک شخص محتاج ہوتا تھا تو ایک ہی بکری ذبح کرتا، قربانی تو اپنی طرف سے کرتا لیکن کھانے میں اپنے ساتھ گھر والوں کو بھی شریک کرتا تھا۔ جہاں تک ایک بکری کا معاملہ ہے تو وہ دو یا تین آدمیوں کی طرف سے کفایت نہیں کرتی بلکہ صرف ایک شخص کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔

علامہ عبدالحئی لکھنوی (ت1204ھ) لکھتے ہیں:

أَنَّهٗ مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا إِذَا كَانَ الرَّجُلُ مُحْتَاجًا إِلَى اللَّحْمِ أَوْ فَقِيْرًا لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْأُضْحِيَةُ فَيَذْبَحُ الشَّاةَ الْوَاحِدَةَ عَنْ نَفْسِهٖ وَيُطْعِمُ اللَّحْمَ أَهْلَ بَيْتِهٖ أَوْ يُشْرِكُهُمْ فِي الثَّوَابِ فَذٰلِكَ جَائِزٌ فَأَمَّا الْاِشْتِرَاكُ فِي الشَّاةِ الْوَاحِدَةِ فِي الْأُضْحِيَةِ الْوَاجِبَةِ فَلَا.

التعلیق الممجد علی موطا الامام محمد: باب مایجزئ من الضحایا عن اکثر من واحد

ترجمہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کو گوشت کی ضرورت ہوتی یا وہ فقیر ہوتا اور قربانی اس پر واجب نہیں ہوتی تو وہ اپنی طرف سے ایک بکری ذبح کرتا اور اپنے گھر والوں کو گوشت کھلاتا یا (فقیر ہونے کی صورت میں) گھر والوں کو ثواب میں شریک کرتا اور یہ جائز ہے۔ باقی رہا واجب قربانی کی صورت میں ایک بکری میں اشتراک تو یہ جائز نہیں۔

قربانی کا وقت:

امام حسن بن منصور المعروف قاضی خان رحمہ اللہ (ت592ھ) اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

وَوَقْتُ الْاَدَاءِ لِمَنْ كَانَ فِي الْمِصْرِ بَعْدَ فَرَاغِ الْاِمَامِ مِنْ صَلَاةِ الْعِيدِ فَاِنْ ضَحّٰى قَبْلَ صَلَاةِ الْاِمَامِ اَوْ قَبْلَ اَنْ يَقْعُدَ الْاِمَامُ قَدْرَ التَّشَهُّدِ لَا تَتِمُّ اُضْحِيَتُهٗ.... فَاَمَّا اَهْلُ السَّوَادِ وَالْقُرٰى وَالرِّبَاطَاتِ عِنْدَنَا يَجُوْزُ لَهُمُ التَّضْحِيَةُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ الثَّانِيْ مِنَ الْيَوْمِ الْعَاشِرِ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ.

فتاویٰ قاضی خان: ج3 ص229، 230

ترجمہ: قربانی کی ادائیگی کا وقت شہر والوں کے لیے اس وقت شروع ہوتا ہے جب امام عید کی نماز پڑھا کر فارغ ہو چکا ہو۔ چنانچہ اگر کسی نے امام کی نماز ادا کرنے سے قبل یا امام کے تشہد کی مقدار بیٹھنے سے قبل ہی قربانی کر دی تو اس کی قربانی درست نہ ہو گی۔ دیہات، بستی اور قلعوں میں رہنے والوں کے لیے قربانی کا وقت دس ذوالحجہ کی صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے۔

دلیل:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ: "إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ وَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ."

صحیح البخاری: کتاب الاضاحی باب الذبح بعد الصلوٰۃ

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ہمارے اس عید کے دن میں سب سے پہلا کام یہ ہے ہم نماز پڑھیں پھر واپس آکر قربانی کریں جس نے ہمارے اس طریقہ پر عمل کیا یعنی عید کے بعد قربانی کی تو اس نے ہمارے طریقے کے مطابق درست کام کیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تو وہ ایک گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کیا ہے اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید سے پہلے قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے، دیہات میں چونکہ نماز عید کا حکم نہیں ہے، اس لئے وہاں اس شرط کا وجود ہی نہیں تو ان کے لیے یہ حکم نہ ہو گا۔ وہاں قربانی کے وقت کا شروع ہونا ہی کافی ہو گا اور اس کا آغاز طلوع فجر سے ہو جاتا ہے۔

اللہ کریم ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

جمعرات، 30 جون، 2022ء